بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلیفہ ثانی کے فرمودات اور آپکا پروگرام

Ilyas Javed Khan (http://real_islam.org) schrieb am 29.05.2004 um 22:29:

If you claim that you are the real Ghulam and up stood on the revelation then plz inform what was the first Ilham and who is witness.

If u are true then what is the need of loud and shout attack on jamaat. Why don't u work quietly if u r the real Ghulam people will follow u or otherwise u will be lost in the smoke of of darkness.

Your claim that in the book A Man GOd God page 187 the last calif rm ommited a sentence but the reality is that he has written upto that point and closed. After that he did not wrote any sentence therefore no question of ommission arrise. your claim is baseless.Please be fear of Allah.

محترم الیاس جاوید خان صاحب !

آپکی پوسٹ کیلئے شکریہ۔اگرچہ آپ نے اپنی پوسٹ میں جانبداری اور تعصب کیساتھ باتیں کی ہیں۔لیکن پھر بھی میں کچھ دیر کے ساتھ آپ کی باتوں کا جواب دے رہا ہوں تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی فائدہ ہو جائے۔آپ سوال کرتے ہیں کہ اگر آپ (یعنی عاجز) دعوی کرتے ہیں کہ آپ حقیقی غلام ہیں اور وحی کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں تو برائے مہربانی بتائیں کہ آپکا پہلا الہام کونسا تھا اور کون اس کا گواہ ہے؟اس سوال کا جواب بعد میں آئے گا لیکن پہلے میری بھی چند گزارشات سن لیں۔آپ لوگوں کے موقف کے مطابق مرزا محمود احمد مصلح موعود تھے۔انہوں نے یہ دعوی ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء کو قادیان میں خطبہ جمعہ کے دوران ایک خواب کی بناء پر کیا تھا۔ہم جانتے ہیں کہ پیشگوئی مصلح موعود حضرت مہدی معہودؑ پر نازل ہوئی۔آپؑ کے فرمان کے مطابق یہ الہامی پیشگوئی دو نشانوں پر مشتمل تھی (۱) ایک موعود لڑکا (۲) ایک موعود غلام۔آپؑ کے فرمان کے مطابق موعود غلام ہی مصلح موعود ہے۔ حضورؑ کی تحریروں سے ظاہر ہے کہ آپؑ موعود غلام یعنی مصلح موعود کو اپنی جسمانی اولاد میں ڈھونڈتے رہے۔لیکن موعود غلام سے متعلق جو مبشر الہام بھی آپ پر نازل ہوتا آپؑ شان انبیاء کے مطابق اس کو شائع فرما دیتے اور اس طرح آپ نے کوئی بات بھی مخفی نہ رکھی۔اس پیشگوئی مصلح موعود کو بشیر احمد اول کے بعد آپ نے واضح رنگ میں صرف مبارک احمد پر چسپاں کیا تھا۔لیکن مبارک احمد کی وفات کے بعد اسکے مثیل کی بشارت ملنے پر آپؑ شش و پنج میں پڑ گئے اور اسکے بعد آپؑ وفات تک خاموش ہی رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی آپؑ کے بڑے بیٹے تھے۔ہوش سنبھالتے ہی آپ کو بھی اس پیشگوئی کا پتہ چلا۔اصحاب احمدؑ کی نظریں بھی آپ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔آپ کی دینی تعلیم و تربیت بھی اپنے وقت کے چوٹی کے علمائے دین کی نگرانی میں ہوئی۔اور اس طرح یہ بات یقینی ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود بچپن ہی سے آپکے اعصاب پر سوار تھی۔خلافت اولیٰ کے دوران بھی آپ حضرت خلیفہ اولؓ کے مشیر خاص رہے۔پھر حضرت خلیفہ اول کی وفات کے بعد لوگوں نے آپ کو مصلح موعود سمجھتے ہوئے خلافت کی مسند پر بٹھایا۔اور ان دنوں میں آپکی جو تقاریر شائع ہوئیں ان میں بھی آپکو لوگوں نے مصلح موعود کا نام دیا اور اس کا ثبوت آج تک موجود ہے۔اب سوال یہ ہے کہ لوگوں کو کس طرح پتہ چلا کہ خلیفہ ثانی ہی مصلح موعود ہیں؟ کیا ان کو الہام ہوا تھا؟ اگر ان کو الہام نہیں ہوا تھا تو پھر اپنے خیال اور اندازے کے مطابق ایک الہامی پیشگوئی کو کسی پر چسپاں کر دینا کیا ایک انتہائی خطرناک بات نہیں تھی؟ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو مسند خلافت پر بیٹھتے ہی کیا خلیفہ ثانی کو اپنے مصلح موعود ہونے کا الہام ہو گیا تھا؟ اور اگر نہیں تو پھر آپ نے ان لوگوں کو جو آپکو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق بنا رہے تھے کیوں نہیں روکا؟ سب لوگ جانتے ہیں کہ مرزا طاہر احمدؒ کے خلیفہ رابع بننے کے بعد اسی سال یا اگلے سال جلسہ سالانہ پر آپکے متعلق بھی مثیل مصلح موعود کا نعرہ لگایا گیا تھا لیکن آپ نے ان لوگوں کو سختی کیساتھ منع کر دیا کہ یہ نعرہ مت لگاؤ۔تو پھر خلیفہ ثانی نے ان لوگوں کو جو آپکو مصلح موعود بنا رہے تھے کیوں نہ روکا؟ خلیفہ ثانی نے ان لوگوں کو روکنے کی بجائے اپنا منظور نظر بنایا اور انہیں اپنی خوشنودی سے نوازا۔لیکن جب جماعت میں مخالفت زیادہ ہونے لگی تو آپ نے ان کتابچوں اور رسالوں کو جلوا دیا جن میں آپ کو لوگوں نے مصلح موعود قرار دیا تھا۔یہ سب کیا ڈرامہ تھا؟ اگر اللہ تعالی کے علم میں خلیفہ ثانی مصلح موعود تھے تو پھر پہلے آپکو اس کا پتہ چلنا چاہیے تھا نہ کہ آپکے متعلق لوگ دعوی کرتے۔ یہاں دو باتیں پیدا ہوتی ہیں۔

اول) آپکا خاموش رہنا بتاتا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود میں آپکو بہت دلچسپی تھی اور آپ اسکے امیدوار تھے۔

دوئم) حضرت مہدی معہودؑ کا درج ذیل الہام پورا ہونا شروع ہو گیا۔"لوگ آئے اور دعوی کر بیٹھے۔شیر خدا نے انکو پکڑا۔اور شیر خدا نے فتح پائی" (روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۲۹)

آگے بڑھنے سے پہلے میں یہاں خلیفہ ثانی کے چند اقتباسات درج کرتا ہوں اور لوگوں کو تلقین کرتا ہوں کہ وہ انہیں غور سے پڑھیں۔ان حوالہ جات میں خلیفہ ثانی کے دعوی مصلح

موعود کی اصلیت اظہر من الشّمس ہے۔ان اقتباسات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود ایک سیاسی دعویٰ تھا نہ کہ روحانی۔

آپ جون ۱۹۳۷ء کو ایک خط میں فرماتے ہیں۔

(1)''میں خیال کرتا ہوں کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی جسمانی بیٹا ہی ہے نہ کہ کوئی ایسا شخص جو بعد کے زمانہ میں آئے گا۔جہاں تک میں نے ان پیشگوئیوں پر غور کیا ہے تو نوے(۹۰) فیصدی باتیں میرے زمانہ خلافت کی کامیابیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔جیسا میں خیال کرتا ہوں کہ جو شخص بھی ان پیشگوئیوں کا مصداق ہے اس کیلئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔لہذا میں ایسا دعویٰ کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔میں سمجھتا ہوں خدا تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کی غرض و غایت کافی حد تک میرے ذریعہ پوری کر دی ہے۔تاہم مجھے حیرانی نہیں ہو گی اگر خدا تعالیٰ میرے کسی بھائی کو میرے جیسی یا مجھ سے بھی بڑھ کر کامیابیاں حاصل کرنے کی توفیق دیدے۔''(احمدیت۔اسلام کی نشاۃ ثانیہ (انگریزی) مصنف محمد ظفر اللہ خاں صفحہ ۲۸۹)

(۱)اس اقتباس میں آپ فرماتے ہیں کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد میں سے ہی ہے، نہ کہ کوئی ایسا شخص جس نے بعد کے زمانہ میں آنا ہے۔خلیفہ ثانی کا یہ دعویٰ کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد میں سے ہے بالکل غلط ہے۔کیونکہ (۱) قرآن پاک (۲) احادیث صحیحہ (۳) وہ کلام الٰہی جو حضرت مسیح موعودؑ پر نازل ہوا (۴) اور حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریرات کی روشنی میں یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ موعود زکی غلام یا مصلح موعود حضورؑ کا کوئی جسمانی بیٹا نہیں تھا بلکہ وہ آپؑ کا روحانی فرزند ہے اسی طرح جس طرح آپؑ خود آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔میں تمام افراد جماعت کو اور انکے امام کو دعوت عام دیتا ہوں کہ اٹھو اور یہ بات ثابت کر کے دکھاؤ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے جسمانی لڑکے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ میں آتے ہیں۔اگر آپ یہ ثابت کر گئے تو میں کثیر رقم جرمانہ کے طور پر آپ کو دینے کے علاوہ اپنی کتابوں کو جلا دوں گا۔اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کرلونگا۔اور اگر آپ یہ ثابت نہ کر سکے اور میں کہتا ہوں کہ آپ یہ بات قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے۔تو پھر جس جھوٹ کی آپ پیروی کر رہے ہو اس کو چھوڑ کر حضرت مسیح موعودؑ کے موعود''زکی غلام'' کی پیروی اختیار کرلو اسی میں آپکی بھلائی ہے کیونکہ وہی مصلح موعود ہے۔

(۲)آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق ہر صدی کے سر پر دین کی تجدید اور اصلاح کے لیے کوئی شخص کھڑا ہوتا رہا ہے۔۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی تفصیلی الہامی پیشگوئی میں جس مصلح موعود کی خبر حضرت مہدیؑ کو ملی تھی وہ بھی آنحضرت ﷺ اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی غلامی میں آنے والا ایک مجدد ہی تھا۔حضرت مہدیؑ مجدد اعظم تھے اور آپ تیرھویں صدی ہجری کے سر پر اور چودھویں صدی کے آغاز میں کھڑے ہوئے۔آپؑ کو جس موعود مصلح کی الہامی طور پر خبر دی گئی تھی،اس نے بھی تو گذشتہ صدیوں کی طرح کم از کم حضرت مہدیؑ کے ایک صدی بعد یعنی پندرھویں صدی ہجری کے آغاز میں ظاہر ہونا تھا۔برخلاف اسکے خلیفہ ثانی چودھویں صدی ہجری میں پیدا ہوئے اور اسی صدی کے اختتام سے بہت پہلے ہی فوت ہو گئے۔آنحضور ﷺ کے فرمان کے مطابق خلیفہ ثانی کو کس صدی کا مصلح کہا جائے کیونکہ چودھویں صدی کے مصلح تو حضرت امام مہدیؑ تھے؟ حضرت مہدیؑ جو مجدد اعظم ہونے کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور نبی بھی تھے کیا انکی تجدید اور اصلاح نعوذ باللہ اتنی ناقص تھی کہ آپ کی رحلت کے فوری بعد چودھویں صدی میں ہی حقیقی اسلام کو ایک دوسرے مصلح موعود کی ضرورت پڑ گئی؟

(۳)اگر خلیفہ ثانی تقویٰ کی راہوں پر چل رہے تھے اور انہیں اس الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں کوئی دلچسپی نہیں تھی تو پھر انہیں یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق کو دعویٰ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔یا یہ کہ اس پیشگوئی مصلح موعود کی غرض و غایت کافی حد تک میرے ذریعہ پوری ہو گئی ہے یا یہ کہ اس پیشگوئی کی نوے فیصدی باتیں میرے زمانہ خلافت کی کامیابیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔یا یہ کہ مجھے حیرانی نہیں ہو گی اگر خدا تعالیٰ میرے کسی بھائی کو میرے جیسی یا مجھ سے بھی بڑھ کر کامیابیاں حاصل کرنے کی توفیق دیدے۔(یہ بات انہوں نے اپنے بھائیوں کو خوش کرنے کیلئے کہی)۔یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ خلیفہ ثانی نے اس الہامی پیشگوئی کو اپنی جاگیر سمجھا اور وہ اپنے ان الفاظ میں در اصل افراد جماعت کو یہ پیغام دے رہے تھے کہ اگر میں دعویٰ نہ بھی کروں تب بھی مجھے ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق سمجھنا۔حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ نہ خلیفہ ثانی اور نہ ہی آپکا کوئی بھائی اس الہامی پیشگوئی کے دائرے ہی میں نہیں آتے۔تو پھر خلیفہ ثانی کو یہ سب قیاس اور اندازے لگانے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ سب کچھ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود نے آپکو پریشان کر رکھا تھا اور جو بھی آپکے نفسانی مقاصد تھے اور جو بھی آپ کا پروگرام تھا اسکی راہ میں یہ پیشگوئی بڑی روکاوٹ تھی۔

خلیفہ ثانی ۷ جولائی ۱۹۳۹ء کو خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

(2)''میرے نزدیک مصلح موعود کی پیشگوئی چونکہ مامور کے متعلق نہیں بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے اِس لیے وہ ان پیشگوئیوں میں داخل ہی نہیں جن میں کسی دعویٰ کی ضرورت ہو۔میرا یہ مطلب نہیں کہ یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں نہیں ہوتی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی پیشگوئی کسی مامور کے متعلق نہ ہو تو اس میں دعویٰ کی ضرورت نہیں ہوتی۔''(الفضل مورخہ ۲۔ اگست ۱۹۳۹ء)

(۱) خلیفہ ثانی کو اس بات کا کہاں سے پتہ چلا کہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود مامور کے متعلق نہیں بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے۔ کیا آپکو الہام ہوا تھا۔ اور اگر آپ کو الہام ہوا تھا تو وہ الہام جماعت کے لوگوں کو کیوں نہیں بتایا اور دکھایا گیا؟۔ اور اگر الہام نہیں ہوا تھا تو پھر اس الہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق آپ یہ قیاس اور اندازے کیوں لگاتے رہے؟

(۲) خلیفہ ثانی کو یہ کہاں سے پتہ چلا کہ اس الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں دعوی کی ضرورت نہیں؟ اور اگر آپ کو اس بات کا الہام نہیں ہوا تھا تو پھر آپکے بقول آپکی اس پیشگوئی میں عدم دلچسپی کے باوجود آپ اس الہامی پیشگوئی کے متعلق یہ قیاس اور اندازے کیوں لگاتے رہے؟

(۳) وہ یہ بھی فرمارہے ہیں کہ یہ پیشگوئی تو مجھ پر چسپاں ہوتی ہے لیکن مجھے دعوی کی ضرورت نہیں۔ آپ کا یہ ایک ڈھکوسلا تھا اور اسکی بنیاد پر آپ دعوی نہ کرنے کا جواز پیش کرکے افراد جماعت کو گمراہ کرتے رہے۔ مزید آپکا یہ ڈھکوسلا اس حقیقت کی غمازی کررہا ہے کہ آپکا ضمیر بھی اس الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں خیانت کرنے پر آپکو ملامت کررہا تھا۔

۱۹۴۰ء میں آپ فرماتے ہیں۔

(3) ’’لوگوں نے کوشش کی ہے کہ میں دعوی مصلح موعود کروں لیکن میں اسکی ضرورت نہیں سمجھتا۔ کہا جاتا ہے کہ میرے پیروکار یقین رکھتے ہیں کہ میں مصلح موعود ہوں حالانکہ میں نے کوئی ایسا دعوی نہیں کیا۔ میں ایسا دعوی کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اگر میں واقعی مصلح موعود ہوں تو میرے دعوی مصلح موعود نہ کرنے سے میرے مقام پر فرق نہیں پڑتا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جو شخص خدا تعالی کی طرف سے مامور نہ ہو اس سے متعلق پیشگوئی کے سلسلہ میں کسی شخص کا دعوی کرنا ضروری نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی منظوری سے جو سابقہ مجددین کی فہرست شائع ہوئی ہے ان میں سے کتنوں نے دعوی کیا؟ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو فرماتے سنا ہے کہ اورنگ زیب بھی اپنے وقت کا مجدد تھا۔ کیا اس نے کوئی دعوی کیا؟ عمر بن عبدالعزیز کو بھی مجدد تسلیم کیا جاتا ہے۔ کیا اس نے کوئی دعوی کیا؟ لہذا ایک غیر مامور کیلئے دعوی کرنا ضروری نہیں۔ ایک مامور سے متعلق پیشگوئی کے سلسلہ میں دعوی کرنا ضروری ہے۔ ایک غیر مامور کی صورت میں کسی شخص کی کامیابیوں کو دیکھا جائے گا کہ وہ پیشگوئی کا مصداق ہے یا نہیں۔ اسلئے ضروری نہیں کہ وہ دعوی کرے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی شخص کسی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا انکار بھی کردے تب بھی یہی سمجھا جائے گا کہ پیشگوئی اسکے وجود میں پوری ہوگئی۔۔۔۔۔ لہذا میں یہ ضروری نہیں سمجھتا کہ کوئی دعوی کروں کہ میں مصلح موعود ہوں۔‘‘ (احمدیت۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ (انگریزی) مصنف محمد ظفراللہ خاں، صفحہ ۲۸۹)

(۱) ان الفاظ میں خلیفہ ثانی فرماتے ہیں کہ اگر کسی پیشگوئی کا مصداق مامور ہو تو اس کیلئے دعوی کرنا ضروری ہے اور غیر مامور کے لیے دعوی کرنا ضروری نہیں۔ اب سوال یہ ہے ۵،۶ جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی شب خواب دیکھنے کے بعد دعوی کی کہاں سے ضرورت پیدا ہوگئی؟ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی ایک مامور کی پیشگوئی تھی یا غیر مامور کی اس کا دعوی سے کیا تعلق تھا؟ دعوے کا تعلق تو موعود سے ہوتا ہے نہ کہ غیر موعود سے۔ زکی غلام بقول حضرت مسیح موعودؑ مصلح موعود ہے تو پھر خلیفہ ثانی کو اس پیشگوئی کے متعلق ایسے قیاس اور اندازے لگانے کی کیا ضرورت تھی؟ آپ کے یہ اندازے اور قیاس بتارہے ہیں کہ یہ الہامی پیشگوئی آپکے مقاصد کی راہ میں ایک بڑا خطرہ تھی اور آپ ہر صورت میں اس پیشگوئی کا مسئلہ حل کرنا چاہتے تھے۔

(۲) خلیفہ ثانی ان الفاظ میں افراد جماعت کو ایک بار پھر یہ پیغام دے رہے ہیں اور انکو قائل کررہے ہیں کہ اگر میں دعوی نہ بھی کروں تب بھی میں ہی مصلح موعود ہوں اور اس الہامی پیشگوئی کا مصداق مجھے ہی سمجھنا۔ لیکن آپکی یہ گول مول باتیں اس حقیقت کی تصدیق کررہی ہیں کہ آپ جانتے تھے کہ اگر کوئی اور شخص مصلح موعود ہوا اور وہ آپکے بعد آیا تو آپکا دعوی کرنا بڑی غلطی اور بڑی حماقت ہوگی۔ اس لیے آپ کی یہ کوشش تھی کہ مجھے دعوی بھی نہ کرنا پڑے اور میں مصلح موعود بھی تسلیم کیا جاؤں۔ وہ یہ بات بھی کہتے ہیں کہ امت محمدیہ میں کسی مجدد نے دعوی نہیں کیا لہذا پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق کو بھی کسی دعوی کی ضرورت نہیں بلکہ اسکے کارناموں سے ہی اس کو پہچانا جائے گا۔ آپ نے یہ بات بھی غلط اور نامکمل کہی ہے۔ مزید یہ کہ پیشگوئی کے مصداق کے پیمانے کا تعین بھی خود ہی کرلیا وہ یہ کہ اسکے کاموں کی وجہ سے اسے پہچانا جائے گا۔ اگر پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق کی پہچان لوگوں نے اسکے کارناموں کی بدولت ہی کرنی تھی تو پھر خواب دیکھنے کے بعد آنجناب نے خود ۱۹۴۴ء میں دعوی مصلح موعود کیوں کیا؟ یہ سب متضاد باتیں بتارہی ہیں کہ آپ کو اس پیشگوئی کا بہت خوف تھا اور آپ یہ معاملہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری کے تحت ہر صورت میں حل کرنا چاہتے تھے۔ باقی رہا مجددین کا معاملہ تو اس سلسلہ میں بھی خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایک حدیث کے مطابق آنخضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔

☆قال رسول ﷺ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلیٰ رَأسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَتٍ مَّنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا. ☆ (سنن ابوداؤد جلد ۲ کتاب الملاحم بحوالہ دینی معلومات صفحہ ۱۶) آنخضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی ہر صدی کے سر پر اس امت میں ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اسکے دین کو از سر نو زندہ کرے گا۔

اس حدیث میں آنخضرت ﷺ نے عمومی رنگ میں مجددین کا ذکر فرمایا ہے۔ ان عمومی مجددین کیلئے ضروری نہ تھا کہ وہ دعوی بھی کرتے کیونکہ وہ موعود نہ تھے لہذا انہوں نے دعاوی نہیں کیے۔ لیکن آپ ﷺ نے اپنے بعد دو اشخاص کا بطور خاص ذکر فرمایا ہے۔ وہ دونوں اشخاص بھی اپنے وقت میں اپنی اپنی صدی کے مجدد ہی تھے لیکن انہوں نے چونکہ اللہ تعالی

کی مدد کے ساتھ غلبہ اسلام کیلئے خصوصی خدمات سرانجام دینی تھیں اس لئے حضور اکرم ﷺ نے بطور خاص ان دونوں کا دوسری احادیث میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ وہ دونوں اشخاص مہدی معہود اور مسیح موعود ہیں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔

(ا) ☆عَنْ جَعْفَرٍؓ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبْشِرُوْا اَبْشِرُوْا اِنَّمَا مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْغَیْثِ لَا یُدْرٰی اٰخِرُهٗ خَیْرٌ اَمْ اَوَّلُهٗ اَوْ کَحَدِیْقَةٍ اُطْعِمَ مِنْهَا فَوْجٌ عَامًا ثُمَّ اُطْعِمَ فَوْجٌ عَامًا لَعَلَّ اٰخِرَهَا فَوْجًا اَنْ یَّکُوْنَ اَعْرَضَهَا عَرْضًا وَاَعْمَقَهَا عُمْقًا وَّاَحْسَنَهَا حُسْنًا کَیْفَ تَهْلِکُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَالْمَهْدِیُّ وَسْطُهَا وَالْمَسِیْحُ اٰخِرُهَا وَلٰکِنْ بَیْنَ ذَالِکَ فَیْجٌ اَعْوَجُ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَلَا اَنَا مِنْهُمْ. رواہ رزین. ☆(مشکوۃ شریف جلد۳ صفحہ۲۹۳) ترجمہ۔ جعفرؓ اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا (حضرت امام حسینؓ۔ ناقل) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خوش ہوؤ اور خوش ہوؤ۔ میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے یہ نہیں جانا جاتا اس کا اول بہتر ہے یا آخر یا اس کی مثال باغ کی مانند ہے۔ اس سے ایک سال تک ایک فوج کھلائی گئی پھر ایک فوج ایک دوسرے سال کھلائی گئی شاید کہ جب دوسری فوج کھائے وہ بہت چوڑا اور بہت گہرا اور بہت اچھا بن جائے۔ وہ امت کیسے ہلاک ہو جسکے اول میں، میں ہوں، مہدی اسکے وسط میں اور مسیح اسکے آخر میں ہے۔ لیکن اِسکے درمیان ایک کجرو جماعت ہوگی اِنکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا اِنکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

(۲)(۲)☆عَنِ ابْنِ عَبَّاس رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا قَالَ لَنْ تَهْلِکَ اُمَّةٌ'' اَنَا فِیْ اَوَّلِهَا وَ عِیْسٰی بْنُ مَرْیَمَ فِیْ اٰخِرِهَا وَ الْمَهْدِیُ وَ سَطِهَا. ☆(کنز العمال ۲/۱۸۷۔ جامع الصغیر ۲/۱۰۴ بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۴۰۲) ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ وہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جس کے شروع میں، میں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور درمیان میں مہدی ہونگے۔

ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مہدی معہودؑ اور مسیح موعودؑ دو الگ الگ وجود ہیں۔ اگر چہ مہدی معہودؑ اپنے وقت میں مہدی ہونے کے علاوہ مسیح بھی ہوں گے لیکن مہدیؑ کے بعد آنحضرت ﷺ نے ایک اور مسیح کا ذکر فرمایا ہے۔ جماعت احمدیہ میں آج تک یہ غلط کوشش کی گئی ہے کہ مہدی اور مسیح ایک ہی وجود کے دو صفاتی نام ہیں۔ اب چونکہ حضرت مرزا غلام احمدؑ کے وجود میں یہ پیشگوئیاں پوری ہوچکی ہیں لہٰذا اب حضرت مرزا صاحبؑ کے بعد کسی نے نہیں آنا۔ (یہ دراصل پیشگوئی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کی ایک ناکام کوشش تھی)۔ اب وہ مسیح موعود جس نے حضرت مہدیؑ کے بعد نازل ہونا ہے۔ ظاہر ہے وہ خدا تعالیٰ سے علم اور اپنا ثبوت پا کر دعویٰ بھی کرے گا۔ اگر چہ وہ حضرت مہدیؑ کے بعد اگلی صدی کا مجدد ہوگا۔ لیکن وہ خالی عمومی مجدد نہیں ہوگا بلکہ وہ مذہب کے علاوہ دنیائے علم کا بھی مجدد ہوگا اور مسیحی نفس ہوگا۔ اور یوں مقدر ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکے ہاتھ پر آنحضرت ﷺ کے دین اسلام کو فتح اور غلبہ بخشے گا۔ وہ چونکہ عام مجددین سے ہٹ کر ایک خاص مصلح ہوگا لہٰذا یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ دعویٰ ہی نہ کرے اور لوگ اسے اپنے اندازوں سے ڈھونڈتے پھریں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے مہدی کے بعد آخر میں جس موعود مسیح کی امت کو خبر دی ہے وہ کون ہے؟ میں لوگوں کو بتاتا ہوں کہ وہ حضرت مہدیؑ کا وہ موعود ''زکی غلام'' ہی تو ہے جسکی خبر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں آپؑ کو دی گئی تھی۔ اور آپؑ نے اس ''زکی غلام'' کو مصلح موعود کا نام دیا ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔

مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا۔

''اے فخر رسل قرب تو معلوم شد ۔ دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ''

اے رسولوں کے فخر تیرا خدا کے نزدیک مقام قرب مجھے معلوم ہوگیا ہے تو دیر سے آیا ہے (اور) دور کے راستہ سے آیا ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اصفحہ ۱۹۱)

عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اس مصلح موعود یا زکی غلام کو رسولوں کے فخر کا خطاب دے رہا ہے اور خلیفہ ثانی فرما رہے ہیں کہ اسے دعویٰ کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ لوگ اسے اسکے کارناموں سے پہچانیں گے۔ عجیب تضاد ہے خلیفہ ثانی کی اپنی باتوں میں۔ لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ اس مصلح موعود یا زکی غلام یا مسیح موعود نے اپنے وقت پر کھڑا ہونا ہے۔ جب اس کو خدا تعالیٰ سے قطعی علم اور قطعی ثبوت ملنا ہے تو اس نے دعویٰ کرکے لوگوں کو اپنے مقابلہ میں بلانا ہے۔ لیکن لوگ لاجواب ہوکر اس کے مقابلہ پر نہیں آئیں گے۔ اور اس طرح حضرت مہدیؑ کی یہ پیشگوئی اسکے وجود میں روز روشن کی طرح پوری ہوگی۔

''اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کردینگے۔'' (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹)

آپ ۷ جولائی ۱۹۳۹ء کے خطبہ جمعہ میں ہی فرماتے ہیں۔

(4)''اگر مجھ پر تمام علامات چسپاں ہورہی ہوں اور جس قدر نشانات مصلح موعود کے بتائے گئے ہوں وہ سب مجھ پر پورے ہورہے ہوں۔۔۔۔ تو کوئی لاکھ شور مچاتا رہے کہ یہ مصلح

موعودنہیں دنیا اسکی بات پر کان نہیں دھرے گی۔'' (الفضل مورخہ ۲۔اگست ۱۹۳۹ء)

خلیفہ ثانی کو اگر اس الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں کوئی دلچسپی نہیں تھی تو پھر دعویٰ سے پہلے آپ ایسی باتیں کیوں کہتے رہے۔آپ کی یہ باتیں غمازی کر رہی ہیں کہ آپکو اس پیشگوئی میں بہت دلچسپی تھی۔اور وجہ اس دلچسپی کی یہ تھی کہ یہ پیشگوئی آپکے مستقبل کے پروگراموں کی راہ میں حائل تھی۔ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں۔

(5)''پس میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔اگر میں ہوں تو الحمدللہ۔دعویٰ سے فائدہ نہیں۔اگر میں نہیں تو اس احتیاط سے میں ایک غلطی سے محفوظ ہو گیا۔'' (تاریخ احمدیت جلد نہم (۹) صفحہ ۴۸۷)

ان الفاظ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود نے خلیفہ ثانی کو اپنے طرف متوجہ کر رکھا تھا اور وہ اسکے متعلق ہمیشہ غور و فکر کرتے رہتے تھے۔وہ جانتے تھے کہ اگر کوئی اور پیشگوئی کا مصداق ہوا تو میرا دعویٰ مصلح موعود کرنا بہت بڑی غلطی ہو گی لیکن یہ غلطی بالآخر آپ نے ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء میں دعویٰ کر کے کر ڈالی۔

(6)''لوگوں نے کہا اور بار بار کہا کہ آپ کی ان پیشگوئیوں کے بارے میں کیا رائے ہے مگر میری یہ حالت تھی کہ میں نے سنجیدگی سے ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کی بھی کوشش نہیں کی اس خیال سے کہ میرا نفس مجھے کوئی دھوکہ نہ دے اور میں اپنے متعلق کوئی ایسا خیال نہ کر لوں جو واقعہ کے خلاف ہو۔'' (الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء صفحہ ۵ کالم ۲)

آپکے سابقہ بیانات جو پہلے درج ہو چکے ہیں ظاہر کرتے ہیں کہ جس نفس سے آپ بچنے کی بات کر رہے تھے وہ تو آپ پر مکمل غلبہ کر چکا تھا اور آپ میں یہ شدید خواہش پیدا کر چکا تھا کہ لوگ کسی طرح یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں کر دیں۔اور اس غرض کو پورا کرنے کیلئے آپ نے بیانات کے ذریعہ ہر قسم کا مواد لوگوں کے آگے رکھ دیا تا کہ انہیں اس پیشگوئی کو آپ پر چسپاں کرنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہو۔

(7)''آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔'' (الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء صفحہ ۵ کالم ۲)

(۱) جیسا کہ میں نے خلیفہ ثانی کے اپنے بیانات کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ یہ الہامی پیشگوئی آپکے ہوش سنبھالتے ہی آپکے اعصاب پر سوار ہو گئی تھی۔اور عجیب بات ہے کہ جب ایک مبہم خواب کی بنیاد پر آپ دعویٰ مصلح موعود کرنے لگے تو آپ فرماتے ہیں ''آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔'' قارئین کرام خود اندازہ کر لیں کہ آپکے بیان میں کتنا تضاد تھا اور یہ تضاد ہی آپکے غلط دعویٰ مصلح موعود کی چغلی کھا رہا ہے۔

(۲) آپکے یہ الفاظ اس بات کا بھی پتہ دے رہے ہیں کہ آپکو اس بات کا بہت خطرہ تھا کہ اگر میرا دعویٰ مصلح موعود غلط ہوا اور اصلی مصلح موعود میرے بعد کبھی آ گیا تو جماعت ایک ایسے ابتلاء میں پڑ جائے گی جس سے نکلنا بظاہر بہت مشکل ہو گا۔بمقام ہوشیار پور ۲۰ فروری ۱۹۴۴ء کو جلسہ ''یوم مصلح موعودؑ'' کے دوران آپ فرماتے ہیں۔

(8) (ا)''میں آج اسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جسکے قبضہ و تصرف میں میری جان ہے کہ میں نے جو رویاء بتائی ہے وہ مجھے اسی طرح آئی ہے۔۔۔۔میں خدا کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں نے کشفی حالت میں کہا اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُهٗ وَ خَلِیْفَتُهٗ اور میں نے اس کشف میں خدا کے حکم سے یہ کہا کہ میں وہ ہوں جس کے ظہور کیلئے اُنیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔پس میں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کا نام پہنچانا ہے۔میں یہ نہیں کہتا کہ میں ہی موعود ہوں اور کوئی موعود قیامت تک نہیں آئے گا۔حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اور موعود بھی آئیں گے۔حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اور موعود بھی آئیں گے اور بعض ایسے موعود بھی ہونگے جو صدیوں کے بعد پیدا ہونگے۔'' (دعویٰ مصلح موعود کے متعلق پُر شوکت اعلان بحوالہ انوار العلوم صفحہ ۱۶۱)

مندرجہ بالا الفاظ میں آپ فرماتے ہیں کہ میں ہی موعود نہیں بلکہ حضورؑ کی پیشگوئیوں سے پتہ چلتا ہے کہ بعض اور وجود بھی آئیں گے۔حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دو نشانوں کا وعدہ دیا گیا تھا۔ایک نشان آپؑ کا جسمانی بیٹا تھا اور دوسرا آپؑ کا روحانی فرزند یعنی مصلح موعود ہے۔

خلیفہ ثانی موعود جسمانی بیٹے کے مصداق تو ہو سکتے ہیں لیکن آپ نے مصلح موعود کا غلط دعویٰ کر کے اپنے بعد آنے والے وجود کی پیشگوئی پر ناجائز قبضہ کر لیا۔اور مزید ایک نظام بنا کر حضرت مسیح موعود کے روحانی فرزند کا راستہ بند کر دیا اور لوگوں کو جھوٹی تسلی دی کہ اور موعود بھی آئیں گے۔اس سے بڑا ظلم اور جرم کیا ہو سکتا ہے کہ آنیوالے 'زکی غلام' کیلئے پیشگوئی مصلح موعود جنگ و جدل کا میدان بنا دی گئی۔خلیفہ ثانی نے تو افراد جماعت کو یہ جھوٹی تسلی دی کہ اور وجود بھی آئیں گے لیکن آپ کے بعد آپکے بڑے بیٹے اور تیسرے خلیفہ مرزا ناصر احمد نے بانگ دہل اعلان کیا (بحوالہ تین اہم خطبات فرمودہ خلیفۃ المسیح الثالث بمقام مسجد نور فرینکفرٹ، جرمنی) اس سلسلہ میں کسی نے نہیں آنا (اور) اس سلسلہ میں کسی نئے

آنے والے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ پھر آپکے دوسرے بیٹے یعنی چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد نے (مجالس عرفان میں) اتنی نرمی کی کہ ہاں قیامت کے قریب ایک مسیح آئے گا لیکن کوئی اس کو قبول نہیں کرے گا۔ مرزا طاہر احمد کے یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ انکو اچھی طرح معلوم تھا کہ آنیوالے کو ماننا تو درکنار نظام جماعت کی شکل میں اس کا مقابلہ کرنے کیلئے ہم نے ایک فوج تیار کر چھوڑی ہے۔ خدا کی قدرت دیکھیے کل تک جو لوگ اجرائے نبوت کے بلند و بالا دعاوی کرتے تھے آج اپنی نفسانی اغراض و مقاصد کی خاطر مجددیت بھی بند کر بیٹھے۔ کسی بھی انسان کی آزمائش اس وقت شروع ہوتی ہے جب اسے طاقت کے سرچشمہ پر بٹھا دیا جائے۔ اس وقت اسکی دیانت داری، عدل اور تقویٰ کا امتحان ہوتا ہے۔ خلیفہ ثانی بھی طاقت کے نشے میں ایک غلط دعویٰ کر کے اوندھے منہ گر پڑے۔

(9) ''گو میں پہلے بھی مختلف مقامات پر اس کا اعلان کر چکا ہوں مگر اب جبکہ ساری جماعت یہاں جمع ہے میں اس کے سامنے ایک بار پھر یہ اعلان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور اسی کے انکشاف کے ماتحت میں اس امر کا اقرار کرتا ہوں۔ کہ وہ مصلح موعود جس نے رسول کریم ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے ماتحت دنیا میں آنا تھا اور جس کے متعلق یہ مقدر تھا کہ وہ اسلام اور رسول کریم ﷺ کے نام کو دنیا کے کناروں تک پھیلائے گا۔ اور اس کا وجود خدا تعالیٰ کے جلالی نشانات کا حامل ہوگا۔ وہ میں ہی ہوں اور میرے ذریعہ ہی وہ پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے ایک موعود بیٹے کے متعلق فرمائی تھیں۔'' (الموعود صفحہ ٦٦ تا ٦٧۔ تقریر خلیفہ ثانی بمقام قادیان ۲۸ دسمبر ۱۹۴۴ء)

(۱) خلیفہ ثانی کے ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ انہوں نے مصلح موعود کا حلفیہ دعویٰ کیا حالانکہ حضورؑ کی نرینہ اولاد میں سے آپ کا کوئی لڑکا بھی اس پیشگوئی کے دائرہ ہی میں نہیں آتا۔ مصلح موعود یعنی حضورؑ کا روحانی فرزند تو مثیل مبارک احمد تھا اور اس کی پیدائش سے متعلق آخری بشارت ٦، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو ہوئی۔ وہ لڑکا جو ۱۸۸۹ء میں پیدا ہو چکا تھا اس بشارت کا مصداق کیسے ہو سکتا ہے؟ قرآن مجید ہمیں مثالوں کے ذریعہ بتاتا ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی نبی کو بیٹے کی بشارت بخشی تو اس وقت وہ بیٹا موجود نہیں تھا۔ بلکہ بشارت کے بعد پیدا ہوا اور ظاہر ہوا۔ تو پھر سنت اللہ کے برخلاف خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود کیسے سچا ہو سکتا ہے؟

(۲) آغاز سے لیکر آج تک دین اسلام کبھی اتنا مظلوم اور کمزور نہیں ہوا جتنا آج کل ہے۔ آج دجال غصہ کیساتھ دین اسلام اور عالم اسلام پر حملہ آور ہے اور اس سے کوئی مسلمان ملک محفوظ نہیں۔ دین اسلام آج اپنوں اور غیروں دونوں کی زد میں ہے۔ اس کو آج دہشت گردی (Terorism) کا نام دیا جا رہا ہے اور مسلمان بیچارے مسلمان کہلوانے میں بھی شرم محسوس کر رہے ہیں۔ اگر آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق مصلح موعود آ گیا ہوتا تو اسلام کی کبھی یہ حالت نہ ہوتی۔

(۳) مصلح موعود نے تو دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کرنا ہے۔ اس نے تو خدا اور اسکے دین اور اسکی کتاب اور اسکے پاک رسول ﷺ کا انکار کرنیوالوں کیلئے ایک نشانی بننا تھا۔ اس نے تو اسیروں کو رستگاری بخشنی، قوموں کو برکت دینی، زمین کے کناروں تک شہرت پانی اور غیروں سے اپنا لوہا منوانا تھا۔ لیکن خلیفہ ثانی عجیب مصلح موعود تھے کہ وہ صرف مریدوں سے ہی لوہا منواتے رہے اور ان کو حلقہ احمدیت سے باہر کوئی نہیں جانتا تھا؟

حضرت مسیح موعودؑ کا موعود یوسف ۔

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا ۔ آئی ہے باد صبا گلزار سے مستانہ وار
آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے ۔ گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اسکا انتظار

سورۃ یوسف سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت یوسفؑ اپنے باپ حضرت یعقوبؑ کا روحانی وارث تھا۔ وہ صدیق نبی اور انتہائی حلیم اور اپنے بھائیوں سے محبت کرنے والا تھا۔ لیکن حاسد بھائیوں نے اس پر ظلم کیا۔ اسے کنویں میں گرا کر اپنے باپ کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنا چاہی۔ لیکن حضرت یعقوبؑ ہمیشہ یوسف کا ذکر کرتے اور اسے یاد کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یوسفؑ کو کنویں، قید خانہ اور دوسرے مصائب سے نکال کر ایک بلند اور معزز عہدہ پر فائز کر دیا۔ بالآخر حضرت یوسفؑ نہ صرف اپنے باپ کو ملتے ہیں بلکہ وہ اپنے ظالم بھائیوں کو بھی معاف کر دیتے ہیں۔ خلیفہ ثانی کے پیشگوئی مصلح موعود پر ناجائز قبضہ کرنے سے حضرت یوسفؑ کے واقعہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ حضرت یوسفؑ کے ساتھ بھی اسکے بھائیوں نے اسے کنویں میں گرا کر یہی سلوک کیا تھا جو خلیفہ ثانی نے مصلح موعود کا جھوٹا غلط دعویٰ کر کے اپنے روحانی بھائی یعنی مثیل مبارک احمد کیساتھ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ سب کچھ تھا اور اس نے حضورؑ کو تسلیاں دیں کہ تیرا یوسف یعنی تیرا روحانی فرزند اور مثیل مبارک احمد تجھے ضرور ملے گا۔ خلیفہ ثانی ایک جگہ فرماتے ہیں۔

''حضرت مسیح موعود نے مجھے یوسف قرار دیا ہے، میں کہتا ہوں، مجھے یہ نام دینے کی کیا ضرورت تھی، یہی کہ پہلے یوسف کی جو ہتک کی گئی ہے اس کا میرے ذریعہ ازالہ کر دیا جائے۔ پس وہ تو ایسا یوسف تھا، جسے بھائیوں نے گھر سے نکالا تھا مگر اس یوسف نے اپنے دشمن بھائیوں کو گھر سے نکال دیا۔ پس میرا مقابلہ آسان نہیں۔'' (عرفان الٰہی صفحہ ۹۴)

حضرت مسیح موعودؑ کو جس یوسف کی بشارت اللہ تعالیٰ نے دی تھی وہ تو زکی غلام یعنی مصلح موعود ہی ہے۔ جیسا کہ میں نے مضمون کے شروع میں کہا ہے کہ حضورؑ اپنے زکی غلام یعنی مصلح موعود اور یوسف کو اپنی اولاد میں ڈھونڈتے رہے لیکن صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے زکی غلام یعنی یوسف کی پیشگوئی کو آپکی روحانی اولاد کی طرف منتقل کر دیا۔ اور اس طرح آپؑ خاموش ہو گئے۔ خلیفہ ثانی نے جو یوسفؑ سے اپنی مماثلت کی دلیل دی ہے کیا یہ مضحکہ خیز نہیں؟ کیا یہ یوسفؑ سے مماثلت کی عجیب منطق نہیں؟ اور خلیفہ بننے کے بعد اسی منطق کے سہارے آپ مصلح موعود بنے اور یہ منطق تھی جسکی لاٹھی اسکی بھینس۔ اور یہی منطق ہنوز جاری ہے۔

خلیفہ ثانی کے بالمقابل خاکسار کی یہ حالت ہے کہ ماہ مارچ ۱۹۵۴ء میں کسی نامعلوم تاریخ کو میری پیدائش ہوئی۔ پیدائش کے چھ ماہ بعد جب میرے والد صاحب کی اجل کا وقت آیا تو وفات سے قبل انہوں نے اپنی بہنوں کے پوچھنے پر اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر اپنے شیر خوار بچے کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا اور اس طرح شیر خوارگی سے لے کر آج تک میری زندگی کا سفر اللہ تعالیٰ کے زیر سایہ ہی طے ہو رہا ہے۔ یقیناً میں بچپن سے اللہ تعالیٰ کے اس مخفی ہاتھ کو اپنے سر پر دیکھ رہا ہوں۔ لیکن دسمبر ۱۹۸۳ء بروز جمعہ ایک مبارک سجدہ سے اٹھنے کے بعد میں نے اس مخفی ہاتھ کے جلوے بہت کھلے کھلے دیکھے ہیں۔ میرے والد صاحب ایک معزز صاحب جائداد زمیندار تھے۔ ہمارا تعلق جاٹوں کی ایک شاخ جنبہ سے ہے۔ ایک متوسط اور دیانتدار زمیندار کی زندگی ہمیشہ غربت میں گزرتی ہے۔ یہی حال ہمارا تھا۔ والد صاحب کی ناگہانی موت کے ساتھ ہی ہم پر اقتصادی اور سماجی دکھوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ ہماری برادری نے ہمارا جینا دوبھر کر دیا۔ ہمارے منہ کا آخری لقمہ تک چھیننے کی کوشش کی گئی۔ ہم پر جھوٹے مقدمات بنائے گئے اور ہمیں ڈرایا اور دھمکایا گیا۔ لیکن ہماری ماں اپنے یتیم اور بظاہر بے سہارا بچوں کو اپنے بازوؤں میں لیکر بیٹھ گئی اور برادری کے ہر دکھ اور ہر اذیت کا مقابلہ کرتی رہی۔ میری ماں مرحومہ (اللہ تعالیٰ ہزاروں ہزار رحمتیں اس پر نازل فرمائے) اَن پڑھ تھی اور تھوڑا بہت قرآن مجید ناظرہ جانتی تھی۔ اِن تکلیف دہ اور مشکل حالات میں خاکسار قرآن مجید ناظرہ بھی نہ پڑھ سکا اور نہ میری کوئی دینی تعلیم و تربیت ہو سکی۔ اسکی دو وجوہات تھیں۔ پہلی وجہ یہ کہ اس ویران ماحول میں مجھے کوئی پڑھانے والا نہیں تھا اور دوسری یہ کہ میری ماں اور میرے بھائیوں کو مجھے پڑھانے کا ہوش نہ تھا۔ وہ اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے تھے۔ میرا اس ان پڑھ ماحول میں پیدا ہو کر اعلیٰ نمبروں میں ایم اے کر لینا کوئی اتفاقی واقعہ نہیں بلکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی خاص منشاء کے تحت ہوا۔ میرے خاندان میں نہ مجھ سے پہلے اور نہ بعد میں آج تک کوئی بھی اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کر سکا۔ خاکسار بلاشبہ اپنی کلاس کا ذہین اور خاموش ترین طالب علم تھا۔ دنیاوی علوم میں کافی اچھا تھا لیکن دینی علم میں صفر تھا۔ میں دینی علم میں اپنی لیاقت کا ایک واقعہ لکھتا ہوں جو اب تک مجھے یاد ہے۔ خاکسار ۱۹۷۰ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں دہم ڈی کا طالب علم تھا۔ ہمارے دینیات کے استاد تھے محترم محمد اسماعیل صاحب کاٹھ گڑھی۔ میرے استاد صاحب بھی اور میں بھی جانتا تھا کہ مجھے دینیات نہیں آتی۔ لیکن چونکہ میں باقی مضامین میں کافی ہوشیار تھا اور ہمیشہ خاموش رہتا تھا۔ اس لیے ماسٹر محمد اسماعیل صاحب مجھ سے کچھ نہیں پوچھتے تھے۔ ایک دن میں لاپرواہی میں کسی دوسرے ہم جماعت سے بات کر رہا تھا کہ اوپر سے مولوی محمد اسماعیل صاحب آ گئے۔ انہوں نے مجھے کھڑا کر دیا اور مجھ سے پوچھا کہ توحید کسے کہتے ہیں؟ مجھے علم نہیں تھا اور میں خاموش کھڑا رہا۔ آخر ماسٹر صاحب نے مجھے شرمندہ کر کے بٹھا دیا۔ میں یہ واقعہ اس لیے لکھ رہا ہوں تا کہ لوگ میرے دینی علم کا اندازہ کر لیں کہ میں کیا تھا؟ ساری زندگی رَٹ رَٹا کر قرآن مجید پڑھنے کی کوشش کرتا رہا۔ بالآخر وسط دسمبر ۱۹۸۳ء بروز جمعہ ''رحمتِ حق بہانہ می جوید'' کے مطابق اللہ تعالیٰ نے میرے لئے وہ موقعہ پیدا کر دیا کہ میں اسکے حضور سجدہ ریز ہو کر علم کی بھیک مانگوں۔ اس سجدہ کی حالت میں میرے رب نے علم سے متعلق وہ تمام (حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی) الہامی دعائیں سن لیں جو میں نے اسکے حضور کی تھیں۔ اور اسکے ساتھ ہی مجھ پر علم و عرفان کے دروازے کھل گئے۔ میں لوگوں سے سوال کرتا ہوں کہ میرے جیسا دینی اور علمی پس منظر رکھنے والا کوئی شخص کیا یہ سوچ سکتا ہے کہ میں جھوٹا دعویٰ کر کے لوگوں کو لاجواب کر دونگا؟ ایسا ممکن نہیں اور اگر ممکن ہے تو کوئی ایسا کر کے دکھائے۔ کیا میرے اور خلیفہ ثانی کے حالات میں کوئی بھی مماثلت ہے؟ یقیناً میرے رب نے مجھے اپنی رحمت کا نشان بنایا ہے اور اپنے نامعلوم مقاصد کی تکمیل کیلئے مجھے چن لیا ہے الحمدللہ۔ امر واقع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دسمبر ۱۹۸۳ء میں میرے سجدہ ریز ہونے سے پہلے ہی خاکسار کو اپنی رحمت کا نشان بنا چکا تھا اور ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے بیج میری زندگی میں میری پیدائش کیساتھ ہی بو دیئے گئے تھے اور یہ بیج الہامی پانی کیساتھ ساتھ بحکم الٰہی اپنے وقت پر پھلتے پھولتے گئے۔ اور بخدا مجھے کچھ علم نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنا کوئی وعدہ میرے وجود میں پورا کرنے والا ہے ''من در چہ خیالم و فلک در چہ خیال''۔ جب میری عمر ۲۳ یا ۲۴ سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے درج ذیل منظوم دعا سکھائی۔

اے میرے اللہ اب تو میری پکار سن لے
بخشش کا میں ہوں طالب، میرے غفار سن لے
میں گنہگار بندہ در پہ ہوں تیرے آیا
شرمندگی کے آنسو اپنے ہوں ساتھ لایا

گلیوں میں رو رہاہوں، آنسو بہا رہا ہوں
دردر کی ٹھوکریں، اے مالک میں کھا رہاہوں
تو پاک مجھ کو کردے اور نیک بھی بنادے
اسلام کی محبت، دل میں میرے بٹھادے
ہر آن رکھوں دیں کو ، دنیا پہ میں مقدم
اسلام کی فتح کا ، ہو فکر مجھ کو ہر دم
اسلام کی صداقت دنیا میں، میں پھیلاؤں
شمع ہدایت، ہر گھر میں، میں جلاؤں
اسلام پر جیوں میں، اسلام پر، مروں میں
ہر قطرہ اپنے خوں کا، اس کی نظر کروں میں
برائی سے بچوں، اور زباں پہ ہو صداقت
تیرے چمن کا گل ہوں، گل کی تو کر حفاظت

دعا سکھانے کے چند ماہ بعد اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے مجھے دو خواب دکھائے۔ ان میں سے پہلا خواب اس طرح تھا۔ ’’ربوہ اور لالیاں کے درمیان ایک ندی تھی جو اب خشک ہو چکی ہے۔ میں اپنی والدہ کیساتھ بچپن میں اس ندی کو عبور کر کے لالیاں جایا کرتا تھا۔ خواب میں اس ندی کے دونوں کناروں پر تھوڑا تھوڑا سبزہ تھا۔ ندی کے شمال مغربی کنارے پر میں اچانک اپنے آپ کو حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے کھڑا پاتا ہوں۔ حضورؑ مجھ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ ’’غفار نماز پڑھا کرو اور میرے ساتھ دعا کرو‘‘ میں نے حضورؑ کیساتھ اور آپ کی اقتداء میں اپنے ہاتھ آسمان کی طرف دعا کے لیے اٹھائے۔ اور اس وقت میں اللہ تعالیٰ کے حضور یہی متذکرہ بالا منظوم دعا مانگ رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔‘‘ اس منظوم دعا میں اپنی بخشش اور ناداری کے علاوہ پاک اور نیک بننے اور اسلام کی فتح اور غلبہ کی دعا مانگی گئی ہے۔ آخری شعر میں اپنی صداقت اور اپنی حفاظت کی دعا کی گئی ہے۔ اگر کوئی دعا اللہ تعالیٰ سکھائے اور پھر وہ دعا خواب کی حالت میں اپنے کسی برگزیدہ نبی کی اقتداء میں منگوائے۔ تو پھر ایسی دعا کی قبولیت میں کیا شک ہو سکتا ہے؟

جب میں نے یہ خواب دیکھی تھی تو اس وقت صرف یہی جانتا تھا کہ یہ ایک مبارک خواب ہے۔ اس وقت میں اس خواب کی تعبیر سے قطعی طور پر لاعلم تھا اور نہ میں نے اسکی تعبیر جاننے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی مجھے اسکی تعبیر سے لاعلم رکھا۔ دسمبر ۱۹۸۳ء میں سجدہ سے اٹھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس خواب کی تعبیر سے مجھے آگاہ فرمایا۔ (اول) اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ اس خواب میں جو حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے دعا مانگی تھی۔ یہ وہی دعا ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں بتایا تھا:۔ ’’میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔۔۔‘‘ (دوئم) اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ وہ موعود نشان رحمت جو حضورؑ کو بخشا گیا وہ تو (یعنی خاکسار) ہی تھا اور اس خواب میں اس موعود مصلح کو بھی حضورؑ کی دعا میں شامل کیا گیا۔ (سوئم) اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ تجھے (یعنی خاکسار) کو بھی خواب دیکھنے سے پہلے ایک دعا فتح اور غلبہ اسلام کیلئے سکھائی گئی تھی اور اس خواب میں حضورؑ کیساتھ اور انکی اقتداء میں وہ دعا تجھ سے بھی منگوائی گئی ہے۔ (چہارم) اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں جس موعود مصلح کی بشارت بخشی گئی تھی اسکی ایک علامت اس کا ’’زکی‘‘ ہونا ہے۔ زکی کے لغوی معنیٰ ’’پاک اور نیک‘‘ کے ہوتے ہیں اور زکی بننے کی دعا بھی تجھے سکھائی اور تجھ سے منگوائی گئی تھی۔

تو پاک مجھ کو کردے اور نیک بھی بنادے ۔ اسلام کی محبت، دل میں میرے بٹھادے

ربوہ کے آخری جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء کے موقعہ پر افتتاحی خطاب سے پہلے جو خلیفہ رابع کی ایک نظم ’’مرد حق کی دعا‘‘ کے عنوان سے پڑھی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مارچ یا اپریل ۱۹۸۴ء میں بتایا کہ اس نظم کے دو اشعار میں تیری خواب کے مضمون کا ذکر موجود ہے۔ خواب میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اور خاکسار دونوں دعا کرتے ہیں اور خاکسار باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر متذکرہ بالا دعائیہ اشعار پڑھتا ہے۔ خواب میں حضورؑ کی دعا کی طرف اس شعر میں ذکر کیا گیا ہے۔

یہ دعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا، ساحروں کے مقابل بنا اژدھا ۔ آج بھی دیکھنا مرد حق کی دعا، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

اور خاکسار کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا ذکر اس آخری شعر میں موجود ہے۔

عصر بیمار کا ہے مرض لادوا ،کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا ۔اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا،موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

اگر میں نعوذ باللہ جھوٹا تھا تو پھر جماعت کا ایک خلیفہ میری خواب کے مضمون کو اپنی نظم کے اشعار میں کیوں اور کس طرح باندھ بیٹھا؟ اگر اب بھی افراد جماعت مجھ کو غلطی پر سمجھتے ہیں تو اس کا بھی ایک حل ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے اپنی کتاب غلام مسیح الزماں کے حصہ دوئم میں الہامی پیشگوئی کی حقیقت کے عنوان سے جو اپنی سچائی کی دلیل دی ہے۔آپ سب مل کر اس کو جھٹلا کر دکھا دو۔اور یہ مصلح موعود کا وہی الہامی ،قطعی اور علمی ثبوت ہے جس کا ذکر الہامی پیشگوئی میں موجود ہے۔ہاں آپ کچھ وقت تک ضد کر کے اس نشان سے منہ تو پھیر سکتے ہو لیکن قیامت تک اس دلیل کو جھٹلا نہیں سکتے ۔ جادو وہ جو سر چڑھ بولے۔

کچھ لوگ حسد میں جل کر یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اس کا خاندان معمولی ہے اور یہ جھونپڑیوں میں رہا ہے۔یہ اعتراضات قابل التفات تو نہیں لیکن پھر بھی میں کہتا ہوں کہ تمہاری یہی باتیں میری سچائی کی مصدق ہیں۔ارے بیوقوفو! کم از کم بانی جماعت کی تعلیم سے ہی آگاہ ہو جاؤ لیکن تم ایک مذہبی مافیا میں رہتے ہوئے بانی جماعت کی تعلیم سے بھی آگاہ نہیں ہو سکتے؟ کیونکہ اس مافیا کا کام ہی یہ ہے کہ افراد جماعت کو بانی جماعت کی اصل اور حقیقی تعلیم سے دور رکھے تا کہ لوگ بیدار نہ ہو جائیں ورنہ حضورؑ تو فرماتے ہیں۔

’’اسکے عجائبات قدرت اسی طرح پر ہمیشہ ظہور فرماتے ہیں کہ وہ غریبوں اور حقیروں کو عزت بخشتا ہے اور بڑے بڑے معززوں اور بلند مرتبہ لوگوں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔بڑے بڑے علماء و فضلاء اسکے آستانہ فیض سے بکلی بے نصیب اور محروم رہ جاتے ہیں اور ایک ذلیل حقیر امی جاہل نالائق منتخب ہو کر مقبولین کی جماعت میں داخل کر لیا جاتا ہے۔ہمیشہ سے اسکی کچھ ایسی ہی عادت ہے اور قدیم سے وہ ایسا ہی کرتا چلا آیا ہے۔وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔‘‘(روحانی خزائن جلد۳صفحہ۱۴۱حاشیہ)

میں احباب جماعت سے پوچھتا ہوں کہ آپ سب جانتے اور مانتے ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم ناصریؑ اللہ تعالی کے برگزیدہ نبی اور رسول تھے۔آپکا خاندان کیا تھا؟ آپ یوسف نجار(ترکھان) کے گھر میں پلے بڑھے۔نجاری کا کام کیا کرتے تھے۔زندگی بھر آپ جھونپڑی سے بھی محروم رہے۔آپؑ فرماتے ہیں۔☆یسوع نے اس سے کہا کہ لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے مگر ابن آدم کیلئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں☆(لوقا باب:۹ آیت۔۵۸)

دعویٰ اور دلیل میں فرق۔

دعویٰ تو just ایک claim ہوتا ہے کہ یوں ،یوں ہے اور دلیل اس کا ثبوت ہوتی ہے۔کوئی دعوی بغیر دلیل کے قبول کرنے کے لائق نہیں ہوتا لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی سے دعوی کی دلیل مانگی جائے تو وہ مزید ایک اور دعوی کر دیتا ہے اور نہیں جانتا کہ اس کا نیا دعوی بھی پہلے دعوی کی طرح محتاج دلیل ہے۔دعوی کیلئے دلیل بہر حال ضروری ہے۔ دعاوی تو سینکڑوں لوگ کر سکتے ہیں لیکن سچا ان میں سے ایک ہی ہوگا۔سچا وہ ہوگا جس کے پاس دلیل ہوگی۔اور اگر کوئی ایسا مدعی ہو جس کے پاس دلیل یا ثبوت الہامی ہو تو پھر ایسے شخص کے سچا موعود ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے کیونکہ الہامی ثبوت یا دلیل تو سچے کے بغیر کسی دوسرے کو مل ہی نہیں سکتی؟ میں اسکی وضاحت ایک مثال سے کرتا ہوں۔آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد اپنی امت کو ایک مہدی کی خبر دی ہے۔آپ ﷺ نے مہدی کی خبر کیساتھ اسکی دلیل یا ثبوت یا نشانی بھی بتا دی کیونکہ ہو سکتا تھا کہ ایک سے زیادہ مہدویت کے دعوی دار کھڑے ہو جائیں۔دلیل یا نشانی اسلئے ضروری تھی تا کہ امت سچے مہدی معہودؑ کو پہچان سکے۔حدیث کی کتاب دارقطنی میں لکھا ہے۔کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔

☆ہمارے مہدی کے لیے دو معین نشانات ہیں جو کہ زمین و آسمان کے آغاز سے لیکر کسی مدعی کے لیے ظاہر نہیں ہوئے۔وہ یہ ہیں کہ اس(مہدی) کی آمد کے وقت چاند گرہن کی معین راتوں میں سے اس کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا اور سورج گرہن کے معین ایام میں سے اس کے درمیانی دن سورج گرہن ہوگا۔اور ان دونوں کا وقوع ایک ہی ماہ صیام میں ہوگا۔☆

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ سے پہلے پچاس کے قریب مدعیان مہدویت گزر چکے ہیں۔وہ سب اپنے وقت میں بڑے عالم ہونگے۔نیک اور پاک بھی ہونگے۔ہو سکتا ہے بعض نے بہت کتابیں بھی لکھی ہوں۔اس سے انکار نہیں۔لیکن ان میں سے ایک کے پاس بھی مہدی کی وہ موعود نشانی یا ثبوت نہیں تھا جس کا وعدہ آنحضرت ﷺ فرما گئے تھے۔لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان سب کے دعاوی غلط فہمی پر مبنی تھے۔حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنا دعوی مہدویت ۱۸۸۹ء میں کیا۔دعوی کے ٹھیک پانچ سال بعد آنحضرت ﷺ کی فرمودہ نشانی آسمان پر ظاہر ہو گئی اور اس طرح حضرت مرزا صاحبؑ کے دعوی کو سچا ثابت کر گئی۔یہ ایسی دلیل یا نشانی تھی کہ کوئی جھوٹا اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کیلئے بنا نہیں سکتا تھا۔غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔اس سے متعلق پیشگوئی حضرت مہدیؑ پر الہامی طور پر نازل ہوئی تھی۔اس الہامی پیشگوئی میں مصلح موعود کی قطعی دلیل یا ثبوت موجود ہے۔حقیقی مصداق کو پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق قیاس اور اندازے لگانے کی ضرورت نہیں۔ہو سکتا ہے اس الہامی پیشگوئی کے بھی ایک سے زیادہ دعوی دار کھڑے ہو جائیں۔ہو سکتا ہے ان میں سے بعض بڑے عالم ہوں۔بعض تفسیر کبیر لکھنے والے بھی ہوں۔بعض کے ہاتھ میں جماعت کی باگ ڈور بھی آ جائے۔ان میں کوئی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ بظاہر

ایک معمولی انسان دکھائی دے اور مذہبی اعتبار سے ان پڑھ بھی ہو۔اس سے انکار نہیں۔لیکن ایسی صورت حال میں جس شخص کو بھی اللہ تعالی مصلح موعود کی قطعی دلیل یا ثبوت دے دیگا وہی مصلح موعود ہوگا۔یہ قطعی دلیل بھی ایسی ہے کہ کوئی انسان خواہ وہ کتنا ہی طاقتور ہوجائے پھر بھی اپنی طاقت سے بنا نہیں سکتا۔اب سوال یہ ہے کہ مصلح موعود کی یہ قطعی ،الہامی اور علمی دلیل کیا ہے؟اللہ تعالی فرماتا ہے۔

☆وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔(اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے)دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مظھر الاول و الاخر۔مظھر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔☆(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۱)

اس الہامی تصویر میں اسکی مرکزی علامت اس کا مظھر الاول و الاخر۔ مظھر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ہونا ہے۔جس مدعی کے پاس بھی خواہ وہ کتنا ہی معمولی انسان ہو یہ مرکزی علامت ہوگی وہی مصلح موعود ہوگا۔باقی سب کے دعاوی غلط فہمی پر مبنی ہونگے۔آفتاب آمد دلیل آفتاب کے مصداق یہ تو ایسی پکی الہامی نشانی ہے کہ ایسی نشانی رکھنے والے شخص کے مصلح موعود ہونے سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

الیاس جاوید خان صاحب! آپکو معلوم ہے کہ خلیفہ ثانی نے دعوی مصلح موعود ایک خواب کی بنیاد پر کیا تھا۔بچپن سے لیکر ۱۹۴۴ءتک آپکی تحریرات سے ظاہر ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود آپکے ذہن پر سوار تھی اور آپ اسکے متعلق ہمیشہ غور وفکر کرتے رہتے تھے۔بلی کے خواب میں چھیچھڑے کے مطابق ایسی حالت میں بعض اوقات نفسانی خواب بھی آجایا کرتے ہیں۔خلیفہ ثانی کا خواب نفسانی تھا یا رحمانی اسکو اللہ تعالی بہتر جانتا ہے لیکن یہ ایک پکی اور یقینی بات ہے کہ نہ صرف خلیفہ ثانی بلکہ حضورؑ کی ساری نرینہ اولاد پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ ہی میں نہیں آتی اور اگر کوئی ثابت کردے تو میں ایک کثیر جرمانہ ادا کرنے کیساتھ ساتھ اپنے دعوی سے بھی دستبردار ہوجاؤں گا۔خلیفہ ثانی کی خواب اگر رحمانی بھی تھی تب بھی اس کا یہی مطلب ہوسکتا تھا کہ آپ پیشگوئی مصلح موعود میں مذکور موعود جسمانی لڑکا کی پیشگوئی کے مصداق تھے نہ کہ زکی غلام یعنی مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق۔لیکن آپ اپنے الفاظ کے مطابق زندگی بھر جس غلطی سے بچتے رہے وہ غلطی آپ نے مصلح موعود کا دعوی کرکے کردی اور اس طرح اس الہامی پیشگوئی کو آنیوالے کیلئے میدان کارزار بنا دیا۔

خان صاحب! آپ میرے الہام اور اسکے گواہ کے متعلق پوچھتے ہیں۔میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپکو کبھی کوئی الہام ہوا ہے؟ کیا آپ وحی والہام میں صاحب تجربہ ہیں؟ میرے خیال میں آپ صاحب تجربہ نہیں۔جب آپ وحی والہام کے میدان میں صاحب تجربہ ہی نہیں تو پھر خاکسار بھینس کے آگے کیا بین بجائے؟ میں آپکو بتاتا چلوں کہ جب اللہ تعالی اپنے کسی بندے کو اپنے ارادہ سے آگاہ کرنا چاہتا ہے تو اچانک لحہ بھر میں اسکو خبردے دیتا ہے اور اس طرح اس عبداللہ کی کایا پلٹ جاتی ہے۔اللہ تعالی فرماتا ہے:۔

اِنَّمَآ اَمۡرُہٗ اِذَآ اَرَادَ شَیۡـًٔا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ہ (یٰسین۔۸۳) ترجمہ۔اس کا معاملہ تو یُوں ہے کہ جب کبھی وہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ فلاں چیز ہوجائے وہ اس کے بارہ میں کہہ دیتا ہے کہ اس طرح ہوجائے اور وہ اسی طرح ہوجاتی ہے۔

سچی خواب بھی وحی والہام کی ایک قسم ہے۔میرے دعوی غلام مسیح الزماں کی بنیاد بھی ایک سچی خواب پر ہی ہے۔اس ضمن میں درج ذیل دو باتیں ذہن میں رکھنا ضروری ہیں۔

(اول) میرے جیسے مذہبی اعتبار کے لحاظ سے ان پڑھ شخص کی بیان کردہ خواب نفسانی نہیں ہوسکتی کیونکہ خاکسار اس کوچہ کا آدمی نہیں تھا۔

(دوئم) میرا یہ معاملہ نہیں ہے کہ آج خواب دیکھی اور دوسرے دن دعوی کردیا۔بلکہ یہ رحمانی خواب آج سے ۲۵ یا ۲۶ سال پہلے دیکھا گیا تھا۔وسط دسمبر ۱۹۸۳ءکو اللہ تعالی نے مجھے اس خواب کی تعبیر سے آگاہ فرمایا۔تعبیر معلوم ہونے کے بعد بھی فوری طور پر دعوی نہیں کیا بلکہ ایک لمبا عرصہ اپنے رب سے پوچھتا رہا کہ میرے جیسا ان پڑھ اور معمولی انسان غلام مسیح الزماں کیسے ہوسکتا ہے؟ میں ہر بار اپنے رب کے آگے لاجواب ہوتا رہا۔حتی کہ اب میں خوف زدہ ہوگیا تھا کہ اگر میں نے اپنا دعوی غلام مسیح الزماں لوگوں پر ظاہر نہ کیا تو میرا رب مجھ سے ناراض ہوجائے گا۔لیکن اب میں نے اپنے رب کے مقابلہ میں لوگوں کی ناراضگی قبول کرلی ہے۔

خان صاحب! جب حضرت یوسفؑ کو اسکے ظالم بھائیوں نے کنویں میں پھینکا تھا تو اس وقت اس نے ضرور چیخ وپکار کی ہوگی اور کہا ہوگا میرے بھائیو! میرے ساتھ یہ ظلم کیوں کر رہے ہو؟ اگر آپ اس وقت وہاں ہوتے تو ضرور یوسفؑ کی چیخ وپکار سنتے۔میں چیختا نہیں بلکہ آپ لوگوں کے علمی سوالات کے جوابات نہایت نرمی اور تہذیب سے دیتا ہوں اور یوسفؑ کی طرح اپنی کامیابی پر یقین بھی رکھتا ہوں۔ہاں بعض اوقات سوچتا بھی ہوں کہ میرے روحانی بھائیوں نے اپنی نفسانی اغراض ومقاصد کی خاطر میرے ساتھ کیا ظلم کیا ہے؟ جیسا آپ نے میرے متعلق کہا ہے ہوسکتا ہے آج سے دوہزار سال پہلے حضرت مسیح ابن مریم ناصریؑ کے متعلق بھی جب وہ صلیب دیا جارہا تھا کسی نے یہ الفاظ کہے ہوں کہ یہ شخص گمنامی کے دھوئیں میں کھو جائیگا۔لیکن وہ کھویا نہیں بلکہ آکاش میں چاند کی طرح چمکا ہے۔یہ عاجز بھی یقیناً آکاش میں نبیوں کے چاند کی طرح چمکے گا۔انشاء اللہ تعالی۔

خان صاحب! آپ کہتے ہیں کہ''ایک مرد خدا'' کتاب کے صفحہ ۱۸۷ پر حضرت مہدی معہودؑ کی تحریر کے پیراگراف سے آخری فقرہ چھوڑا نہیں گیا بلکہ لکھنے والے نے وہاں تک ہی لکھا ہے۔میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر نیت ٹھیک ہوتی تو آخری فقرہ پورا لکھنے میں کیا تکلیف تھی۔حوالہ دیتے وقت کسی انسان کی تحریر کے پیراگراف کے آخری فقرہ کا آدھا

حصہ جس میں پیراگراف کا خلاصہ درج ہوا پنے کسی جھوٹے اور بے بنیاد عقیدہ کو سہارا دینے کیلئے حوالہ میں درج نہ کرنا کیا خیانت نہیں ہے۔؟ یہ کام تو یہودی کیا کرتے تھے اور اگر یہ تحریف نہیں تو تحریف کسے کہتے ہیں؟ حضرت مہدی معہودؑ فرماتے ہیں۔

"وانت تعلم ان حقیقة الظلم وضع الشئ فی غیر موضعه عمداوبالارادة لینتقب وجه المهجة ویسدّ طریق الاستفادة و یلتبس الامر علی السالکین ـ فالظالم هوالذی یحلّ محلّ المحرفین ویبدل العبارات کالخائنین و یجترء علے الزیادة فی موضع التقلیل والتقلیل فی موضع الزیادة کیفاو کمااوینقل الکلمات من معنی الی معنے ظلمًاوزورًا من غیر وجود قرینة صارفةٍ الیه ثم یاخذید عوالناس الی مفتریانه کالخادعین۔ومامعنے الدجل والدجالة الاهذا فلیفکرمن کان من المفکرین۔ اور تجھے معلوم ہو کہ ظلم کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شئے اپنے موقعہ سے اُٹھا کر عمداً غیر محل پر رکھی جائے۔ تا راہ چھپ جاوے۔ اور اِستفادہ کا طریق بند ہوجاوے۔ اور چلنے والوں پر بات ملتبس ہوجاوے۔ پس ظالم اُسکو کہیں گے جو محرفوں کا کام کرے اور خیانت پیشہ لوگوں کی طرح عبارتوں کو بدلا دے اور جرأت کر کے کم کی جگہ زیادہ کرے اور زیادہ کی جگہ کم کردیوے۔ کیا کیفیت کی روسے اور کیا کیمیت کی روسے اور محض ظلم اور جھوٹ کی راہ سے کلموں کو ایک معنی سے دوسرے معنوں کی طرف لے جاوے۔ حالانکہ اُسکے فعل کے لیے کوئی قرینہ مددگار نہ ہو۔ اور پھر اِس بناء پر دھوکہ دینے والوں کی طرح لوگوں کو اپنی مفتریات کی طرف بلانا شروع کرے اور دجالیت کے معنی بجز اِسکے کچھ نہیں۔ پس جو شخص فکر کرسکتا ہے اس میں فکر کرے۔" (نور الحق حصہ اول (عربی) اشاعت فروری ۱۸۹۴ء۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۷۹)

میں ایک مثال کیساتھ اپنی بات کی وضاحت کرتا ہوں۔ اللہ تعالی اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے۔

یٰاَ یُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْتُمْ سُکٰرٰی ...(۴۔۴۴) ترجمہ۔ اے ایماندارو! تم نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم پر مدہوشی کی کیفیت ہو۔ اگر کوئی شخص نماز نہ پڑھنے کا جواز پیدا کرنے کیلئے کہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اے ایماندارو! تم نماز کے قریب نہ جاؤ اور آیت کا اگلا حصہ وَ اَنْتُمْ سُکٰرٰی چھوڑ دے اور کہے کہ میں نے تو صرف اتنا ہی لکھا ہے اور میں نے کوئی کمی بیشی نہیں کی۔ کیا یہ جائز ہوگا؟ اس آیت کے پہلے فقرہ کو صلوٰۃ تک لکھ کر وَ اَنْتُمْ سُکٰرٰی کے الفاظ کو چھوڑ دینا کیا فریب کاری نہیں؟ کیا یہ تحریف نہیں؟ ہوسکتا ہے آپ جیسے لوگوں کی منطق کے مطابق یہ تحریف نہ ہو لیکن حضرت مہدیؑ نے اسے بڑا ظلم اور دجل قرار دیا ہے۔ اور کیا اسی قسم کا دجل اور تحریف متذکرہ بالا کتاب کے صفحہ ۱۸۷ پر نہیں کی گئی۔ آپ خدا کا خوف کریں۔

خان صاحب! آپکے سوالات کے جوابات تو دے دیئے گئے ہیں۔ ساتھ ہی خلیفہ ثانی کے فرمودات کا تجزیہ بھی ہوگیا ہے اور اُنکے پروگرام کا بھی اِن لوگوں کو پتہ چل گیا ہوگا جن کے اندر خدا تعالی کا خوف ہے۔ لیکن چونکہ عام طور پر پیدائشی عقیدہ کو خواہ وہ بت پرستی ہی کیوں نہ ہو چھوڑنا انتہائی مشکل ہوتا ہے لہٰذا لوگوں کے لیے جماعت میں مروج اس جھوٹے عقیدہ مصلح موعود کو چھوڑنا اتنا آسان نہیں۔ آسمانی لوگوں کو ہر زمانے میں اسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا ہے جس کا میں آج سامنا کررہا ہوں۔ سنا ہے آجکل یہ کجرو جماعت دن رات یہ تبلیغ کررہی ہے کہ "alghulam.com" کو نہ پڑھو اور نہ ہی عبد الغفار جنبہ کی کتابیں پڑھو۔ یہ وہی پرانا جھوٹا حربہ ہے جو حضرت مہدیؑ کے مخالفوں نے بھی آپؑ کے ساتھ استعمال کیا تھا۔ اور آج یہی حربہ نظام جماعت میرے خلاف استعمال کررہا ہے۔ زہے نصیب! یہ حربہ دلائل سے عاری لوگ استعمال کیا کرتے ہیں۔ بہت زیادہ کتابیں لکھنے اور تقریریں کرنے یا لوگوں کے بنانے سے کوئی انسان مصلح موعود نہیں بن جاتا کرتا۔ مصلح موعود وہ ہوتا ہے جسے اللہ تعالی بنائے۔ خلیفہ ثانی کا دعوی مصلح موعود ایک سیاسی دعوی تھا نہ کہ روحانی۔ اور اس غلط عقیدہ کی بدولت حضرت مہدیؑ کی جماعت میں ایک فساد پڑ گیا ہے۔ بعض لوگ دنیا میں فساد کرتے ہیں لیکن جب کہا جائے کہ فساد نہ کرو تو کہتے ہیں کہ ہم مصلح ہیں۔ ہوتے فسادی ہیں لیکن دعوی کرتے ہیں اصلاح کا۔ انہی لوگوں کے متعلق ارشاد ہے:۔

وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ہ اَلَا اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ہ (بقرہ۔۱۲،۱۳) اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو وہ کہتے ہیں ہم مصلح ہیں۔ خبردار! یقیناً یہی لوگ فسادی ہیں لیکن وہ اس کا شعور نہیں رکھتے۔ آخر میں افراد جماعت کو حضرت مہدیؑ کے اپنے الفاظ میں ایک نصیحت کرتا ہوں۔ لیکن مجھے امید نہیں کہ اہل جماعت بانی جماعت کی اس نصیحت کی طرف توجہ کریں کیونکہ حضرت مرزا صاحبؑ کا نام اس وقت جماعت میں صرف ٹریڈ مارک کے طور پر رہ گیا ہے۔

☆ اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا۔ اس وقت تک پرانے خیالات نہیں چھوڑ سکتا۔ اسلئے جب آدمی کسی نئی بات کو سنے تو اسے یہ نہیں چاہیے کہ سنتے ہی اسکی مخالفت کیلئے تیار ہوجاوے بلکہ اس کا فرض ہے کہ اسکے سارے پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور انصاف اور دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالے کے خوف کو مدنظر رکھ کر تنہائی میں اس پر سوچے۔ ☆ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱ تا ۲)

عبد الغفار جنبہ ۱۴۔ اگست ۲۰۰۴ء